تلخیص و ترجمہ

SAMARRA

سُرَّمَنْ رَأٰی

عہدِ بنی عباس کا مشہور تاریخی شہر

کیپٹن کریسول پروفیسر جامعہ فواد اول کے قلم سے

(۲)

۳- تیسری سڑک شارع الحیر الاول ہے اسی سڑک پر متوکل کے عہد میں احمد بن خصیب کی حویلی تھی۔ اس سڑک کی ابتدا مشرق میں اس وادی سے ہوتی ہے جو وادی اسحاق سے متصل ہے۔ اس سڑک پر افواج شاہی، ملازمین سرکاری اور عام لوگوں کے مکانات تھے یہ سڑک وادی ابراہیم تک جاتی تھی۔

۴- چوتھی سڑک شارع برغامس کے نام سے معروف ہے اس سڑک پر صرف ترکوں اور فرغانیوں کی جاگیریں واقع تھیں ترکوں کے پھاٹک اور محلے الگ تھے اور فرغانیوں کے الگ۔ ترکوں کے محلے مغرب میں اور فراغنہ کے مشرق میں واقع تھے۔ ترکوں کا سب سے آخری بلاک اس سڑک پر مشرقی جانب میں خزر کا بلاک تھا۔ یہ سڑک مطیرہ سے شروع ہوتی تھی جہاں افشین کی جاگیریں واقع تھیں جو بعد میں وصیف اور اس کے رفقا کو مل گئی تھیں اور وادی ابراہیم میں پل کے قریب والی وادی تک چلی جاتی تھی۔

۵- پانچویں سڑک شارع عباس کے نام سے مشہور تھی۔ یہی فوجی سڑک کہلاتی تھی۔ اس

میں بھی ترکوں اور فرغانیوں کی جاگیریں تھیں۔ دونوں قومیں علٰحدہ علٰحدہ محلوں میں رہتی تھیں یہ علیحدہ سے شروع ہو کر وادی کے سرے پر صالح عباس کی حویلی پر ختم ہو جاتی تھی۔

۷۔ شارع عسکر کے پیچھے ایک اور سڑک تھی اسے شارع حیر جدید کہتے تھے۔ اس میں فرغانی، اسروشنی اور اشتیخنی امرار خراسان کی ملی جلی آبادی تھی۔

حیر سے نکلنے والی تمام سڑکیں۔ جہاں کہیں کسی قوم کی جاگیر سے جا ملتی تھیں خلیفہ چہار دیواری گرا دیتا اور اُسے بحق سرکار ضبط کر کے حیر سے ملا دیتا اور اُس کے پیچھے دوسری چار دیواری بنا دیتا تھا۔

فصیل شہر کے باہر ایک وسیع اور خوبصورت صحرا میں چہار دیواری کے اندر چڑیا گھر تھا جس میں ہر قسم کے وحشی جانور ہرن، گورخر، بارہ سنگھے، شتر مرغ وغیرہ موجود تھے۔

دجلہ کے ساحل پر جو سڑک واقع تھی اُس کا نام شارع خلیج تھا۔ اس سڑک پر وسیع میدان کشتیوں کے ٹھہرنے کے لیے اور تجارتی منڈیاں تھیں جن میں بغداد، واسط، کسکر اور تمام اضلاع سواد سے بصرہ، ابلہ، اہواز اور اس کے قرب وجوار، موصل، بعر بایا، دیار ربیعہ سے ہر قسم کا تجارتی سامان بحری اور بری راستے سے آکر اُترتا تھا۔ یہاں اکثر و بیشتر مغاربہ کی جاگیریں تھیں۔ جب ابتداءً سُرمن رای کی بنیاد ڈالی گئی تو یہ مغاربہ کی پیادہ افواج کا مسکن تھا۔

معتصم کے اس ذوق وشوق اور میلانِ خاطر کو دیکھ کر لوگوں نے بغداد سے بھی زیادہ شاندار طریقہ پر یہاں عمارتیں بنوائیں بڑے بڑے محل تعمیر کیے۔ مگر پینے کا پانی تمام شہر کے لیے دجلہ ہی سے آتا تھا اونٹوں اور خچروں پر بڑی بڑی مشکوں اور پکھالوں میں بھر بھر کر لاتے تھے۔ سُرمن رای کے کنوے بہت گہری کھاری اور ناخوشگوار تھے۔ اس لیے یہاں اچھے پانی کی قلت تھی لیکن دجلہ قریب تھا اور پانی لانے والے اونٹ بکثرت تھے اس وجہ سے زیادہ دشواری پیش نہیں آتی تھی

"سرمن رائی" اور اُس کے بازاروں کی آمدنی ایک کروڑ درہم سالانہ تک پہنچ گئی تھی۔ سامانِ خورد و نوش اور دیگر ضروری سامان موصل، بعربایا اور تمام دیار ربیعہ سے براہ دجلہ کشتیوں پر آسانی لایا جا سکتا تھا اسی سبب سے اشیاء کے نرخ بھی مناسب تھے۔

جب معتصم تمام شہر کی نشان دہی سے فارغ ہوگیا اور دجلہ کی مشرقی جانب جہاں سرمن رائی واقع ہے بنیادیں رکھی گئیں تو دجلہ کے مشرقی ساحل سے مغربی ساحل پر جانے کے لیے ایک پل بنایا اور وہاں نفیس عمارتیں، باغات، پانی کے تالاب اور حوض تعمیر ہوئے اور دجلہ سے نہریں نکالی گئیں اور ایک ایک جانب کی آبادی ایک ایک سپہ سالار اور سردار کے سپرد کردی۔ بغداد، بصرہ اور تمام سوادِ عراق سے کھجوروں کے درخت منگوائے گئے۔ جزیرہ، شام، جبل اہواز، رے، خراسان اور تمام مشرقی شہروں سے طرح طرح کے پودے لائے گئے۔ نہروں کی وجہ سے دجلہ کے مشرقی جانب سرمن رائی میں پانی کی خوب فراوانی ہوگئی، کھجوروں کے باغ اچھی طرح پھلے، ہر قسم کے پودے جم گئے اور درخت خوب پھل لائے، عمدہ عمدہ فواکہ اور رنگ رنگ کے خوبصورت پھول پیدا ہوئے۔ عام پبلک نے بھی مختلف قسم کے غلوں کی کاشت شروع کی پھلوں اور پھولوں کے درخت لگائے، ترکاریاں بوئیں زمین سالہا سال سے بیکار پڑی تھی، اُس میں نشوو نما کی قوتیں جمع ہو رہی تھیں، معمولی محنت سے تمام قوتیں اُبھر آئیں، بہت جلد ہر قسم کی پیداوار ہونے لگی۔ یہاں تک کہ نہر اسحاقی اور اس سے متعلقہ زمینوں کی اور ایتاخی، عمری، عبدالملکی، دالیہ، ابن احمد اور مسروری کی عربات محدثہ (یہ پانچ گاؤں ہیں)، قرئ سالمہ (یہ سات گاؤں ہیں) اور باغات کی پیداوار چار ہزار دینار سالانہ تک پہنچ گئی۔

معتصم نے اس شہر کی آبادی کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے دور دور سے بہترین کاریگر اور تعمیر کاشتکاری، نخلبندی اور آب پاشی وغیرہ کے ماہرین جمع کیے۔ پانی کے تقسیم کرنے، تولنے اور مہیا کرنے اور پانی کے موقعوں کو پہچاننے والے ماہرینِ آبپاشی و آب رسانی طلب کیے۔ مصر سے کاغذ سازی کے

ماہر بصرہ سے شیشے، چینی اور مٹی کے برتن اور دوسری چیزیں بنانے والے، بوریے اور چٹائیاں بُننے والے، کوفہ سے برتن ساز اور عطر و دہنیات کے تجربہ کار بلوائے گئے، اسی طرح تمام ملکوں سے خاص خاص صنعتوں کے ماہرین بلا کر انہیں وہاں مع اہل و عیال کے آباد کیا زمینیں دیں اور ان کے لیے بازار تجویز کیے جن میں اُن کی مصنوعات فروخت کی جائیں۔

معتصم نے اکثر عمارتیں محلوں کے انداز پر بنوائیں ہر باغ میں ایک عالیشان قصر ہوتا تھا اس میں مختلف قسم کی وسیع اور خوشنما نشستگاہیں بڑے بڑے ہال، حوض اور کھیلنے کے میدان ہوتے تھے۔ چنانچہ بے حد خوبصورت و خوشنما اور حسین عمارتیں تیار ہوئیں بڑے بڑے رؤساء و اعیانِ سلطنت چاہتے تھے کہ انہیں کوئی چھوٹے سے چھوٹا زمین کا قطعہ سرمن رائی میں مل جائے اور اس کے لیے ایک دوسرے کے مقابلہ پر کوششیں کرتے تھے یہاں تک کہ ایک ایک جریب کی قیمت بڑی بڑی رقموں تک پہنچ گئی تھی۔ معتصم نے سرمن رائی میں ہر قسم کا عمدہ سے عمدہ سامانِ تعمیر و آرائش لانے کے بھی فرامین و احکام جاری کیے تھے۔

معتصم باللہ نے ۲۲۷ھ / ۸۴۲ء میں اس جہان فانی سے کوچ کیا اور ہارون واثق بن المعتصم اس کے بعد سریر آرائے خلافت ہوا[1]۔

قصرِ معتصم یا کوشکِ خاقانی

آثارِ قدیمہ کے مشہور و معروف عالم اور مفتش مسٹر Viollet نے ۱۹۰۸ء میں اس عظیم الشان قصر کے کھنڈرات کی تحقیق شروع کی، مگر موصوف کی یہ ابتدائی کوشش ایک تمہید تھی جس پر بعد کے گرانقدر اکتشافات کا مدار ہے Sarre اور Herzfeld ماہرین آثار قدیمہ کی زیر

[1] یعقوبی ص ۳۲

نگرانی آثار قدیمہ کے جومنی تحقیقاتی کمیشن کی مساعی سے ظہور میں آئے۔

بیس سال سے زائد عرصہ گذر چکا کہ یہ مساعی جاری ہیں اور کھدائی کا کام برابر ہو رہا ہے مگر اب تک یہ پارٹی اپنی تحقیقاتی کارگذاری کے نتائج کے سلسلہ میں کوشک خاقانی کے متعلق ایک مختصر سا بیان شائع کرنے کے سوا اور کچھ نہ کر سکی۔

میں اس کمیشن کے پریزیڈنٹ ڈاکٹر Herzfeld کا شکر گذار ہوں کہ اُنھوں نے اس قصر کے حدود وعمارات کے متعلق کمیشن کا تیار کردہ مکمل نقشہ مجھے بطور عاریت دے دیا میں نے اس نقشہ اور اس کے سوا گلکاری وپچیکاری کی تصاویر اور عکسی فوٹو جو Wandschmuck کی کتاب میں شائع ہوئے۔ اُن سے اس قصر کے متعلق یہ مقالہ تیار کرنے میں مدد لی۔ یہ مقالہ پڑھنے کے بعد میں اپنے مخصوص مشاہدات اور گہرے مطالعہ کی بنا پر جو دو سال سے اس قصر کے "باب العامہ" کے متعلق جاری ہے اُمید رکھتا ہوں کہ میں عنقریب اس پُرشکوہ اور باعظمت عمارت کا ایک مفصل نقشہ اور واضح خاکہ قارئین کی خدمت میں پیش کر سکونگا۔ اگرچہ میرا یہ عقیدہ ہے کہ اس کمیشن کے نتائج سعی اور کارگذاری کی اشاعت خود اس کے ممبران کے قلم سے زیادہ مفید اور اہم ہے اور ہم اُمید کرتے ہیں کہ ان علمی انکشافات کے لیے ہمیں زیادہ انتظار نہ کرنا پڑیگا۔

Herzfeld کہتا ہے:۔" اس قصر میں سات ماہ تک کھدائی کا کام جاری رہا۔ ڈھائی سو سے تین سو تک مزدور اور کاریگر روزانہ کام کرتے تھے کھدائی کی مٹی منتقل کرنے کے لیے ایک مقامی ریلوے لائن کی خدمات حاصل کی گئیں، تاہم قصر کے صرف اس رقبہ کی پیمائش جو فصیل قلعہ کے اندر ہے ۷۰۵ ہکٹر[1] سے زائد ہے جس میں سے ۱۷ ہکٹر صرف وہ ہے جو کنارِ دجلہ پر واقع ہے اور سرسبز وشاداب درختوں، گذرگاہوں، پارکوں اور حماموں سے گھرا ہوا ہے" اس تخمینہ کے مطابق

---

[1] ہکٹر (Hectare) دس ہزار مربع میٹر کا ہوتا ہے۔

اس قصر اور اس کے متعلقہ عمارات کی پوری کھدائی کے لیے بیس سال کا عرصہ درکار ہے۔ کچھ بھی سہی تاہم ان آثار قدیمہ کی تلاش اور کھدائی اس قدر دشوار نہ تھی جتنی کہ بادی النظر میں سمجھی جاتی تھی۔ اس لیے کہ قصر کے حدود و عمارات کے مکمل نقشہ کی تیاری اور مختلف ایوانوں اور محلوں کی ترتیب بآسانی ممکن تھی۔ لیکن کھدائی کا کام صرف ان اعلیٰ اور اہم حصص تک منحصر رکھنا مناسب سمجھا گیا جو قصر کے منطقہ اعلیٰ (شہ نشین) میں واقع ہیں۔

اب تک تقریباً چودہ ہزار میٹر مربع زمین کا کشف ہوا ہے اور بیس ہزار میٹر مربع یا بالفاظ دیگر ۲۸ ہزار میٹر مکعب ملبہ صرف وہ ہے جو قصر کے درمیانی گڑھوں سے نکالا گیا ہے۔ کھدائی اور ڈھلائی کے کام کی ابتدا صحن بزرگ کے بالائی اور عرضی محور میں چند تمہیدی تجربات اور تحقیقات کے ساتھ ہوئی۔ سب سے بڑے میدان کے محور اعلیٰ اور محور عرضی میں چند ابتدائی تجربات اور تحقیقات کے ساتھ کھدائی اور ڈھلائی کا کام شروع ہوا۔ کیونکہ مقامی ریلوے لائن جو ملبہ لیجانے کے لیے حاصل کی گئی تھی وہ اس وقت تک نہ پہنچ سکی تھی، جب لائن پہنچ گئی تو عمارات اعلیٰ کی کھدائی شروع ہو گئی۔

اس عمارت کے نشانات اور حدود کی تفصیلات جستہ جستہ سامنے آتی رہیں مکمل نقشہ اُس وقت ظاہر ہوا جبکہ کھدائی، ملبہ کی ڈھلوائی اور آثار عمارت کے نمودار ہونے کے دوران میں یہ تحقیق ہوا کہ اس عالی شان مجموعہ عمارات کا صرف ایک راستہ مغربی دیوار کے وسط میں تھا جس کے آثار (کھنڈر) آج تک بھی موجود ہیں اور "باب العامہ" کے نام سے مشہور ہیں اور دریائے دجلہ پائیں باغ کی مغربی اور جنوب غربی جانبوں میں بہتا تھا اور یہاں پہنچ کر وہ جنوبی جانب میں ایک زاویہ حادہ بناتی ہوئی ساحل دجلہ سے ملجاتی تھی جہاں "باب النزالہ" واقع ہے۔ یہاں ایک راستہ جس کا طول ۲۰۰ میٹر تھا پائیں باغ سے گذرتا ہوا حوض اعظم تک چلا جاتا تھا۔ حوض ۱۲۷ مربع میٹر ہے۔ یہاں سے سیڑھیاں شروع ہوتی تھیں جن کا عرض ۶۰ میٹر اور اتنا ہی طول تھا۔ اس زینہ سے چڑھ کر ایک فصیل نما چبوترہ پر

اور شارع اعظم جو جنوب سے شمال تک قصر کی دیواروں تک پہنچی ہے اور

پہنچتے ہے جسکی بلندی ، ۱ میٹر تھی اور جو "باب العامہ" کے سامنے واقع تھا۔

باب العامہ اس دستبرد زمانہ سے برباد شدہ عالی شان عمارت کے جو حصے اس وقت باقی ہیں ان میں سب سے افضل اور بہتر حصہ باب العامہ تھا اس کے اجزاء ترکیبی یہ تھے ایک تین محرابی دروں والی سامنے کی دیوار جس کی بلندی ۱۲ میٹر ہے ، دریائے دجلہ اس کے سامنے بہہ رہا تھا ، اس کے پیچھے تین ایوان تھے (ہر در کے پیچھے ایک ایوان) جن کی چھتیں نصف ستون والی ڈاٹوں پر قائم تھیں۔ درمیانی ایوان ایوانِ بزرگ (بڑا ہال) تھا اس کا عرض ۲۰ر۹ میٹر اور طول ۵۰ر۷ امیٹر اور بلندی ۱۰ر۱۱ میٹر تھی پورے عرض کے بقدر یہ در کھلا ہوا دریائے دجلہ اس کے نیچے بہتا ہے۔ عمارت کے دو بازو اس کمرہ کو گھیرے ہوئے ہیں۔ ہر ایک کا عرض ۵۸ر۱ میٹر ہے ، سامنے کی دیوار کا محرابی در انہی دونوں بازوؤں پر قائم ہے۔ اس کی ساخت مسجد "ابو دلف" کے دروں اور شہر رقہ کے باب بغداد کے مشابہ ہے۔

اس ایوان کبیر کے پیچھے ایک دروازہ ہے جس کا عرض ۴ میٹر اور بلندی ۱۰ر۴ میٹر ہے اس پر بھی سامنے کے بڑے در کی طرح ہلالی محرابوں والا در ہے اور اس کے اوپر ایک ایسی ہی ہلالی دروں والی کھڑکی ہے اور دونوں پہلوؤں والے ایوانوں کا طول ۱۱ر۴ میٹر ہے۔ سامنے کے در کے پچھلے حصہ پر نصف گنبد کی مانند چھت پڑی ہوئی ہے جو چار چوڑے ستونوں یا محرابوں پر قائم ہے ہر دو ستونوں کے درمیان مستطیل شکل کی جالی ہے۔ یہ دونوں بغلی ایوان فی الحقیقت دو بڑے ایوان ہیں پچھلے دونوں کمروں میں جانے کے لیے ان دونوں کمروں کی چھتیں بھی درمیانی بڑے کمرے کی طرح نصف ستون کی ڈاٹ والی ہیں۔ ہر ایک کی وسعت ۴ میٹر ہے اور ہر ایک میں ایک ایک دروازہ ہے جس کی چوڑائی ۷۵ر۱ میٹر ہے اور بلندی ۵ر۵ میٹر۔ باوجودیکہ ان دونوں ایوانوں کا ارتفاع درمیانی ایوان سے ڈیڑھ میٹر کم ہے لیکن پچھلے دونوں بالاخانے اس درمیانی ایوان کی بلندی سے ۸۰ر۰ میٹر سے لے کر ۱۰ر۱ میٹر تک بلند ہیں۔ یہ دونوں بالاخانے ایوان بزرگ یا قصر کے کسی دوسرے حصہ سے

باکل متصل نہیں ان کا راستہ بھی صرف سامنے ہی کی جانب سے ہے اسی لیے Herzfeld کا خیال ہے کہ یہ بالاخانے جشن ہائے عیش ونشاط، دربار عام اور دوسرے اجتماعات کے مواقع پر پہرہ داروں اور ملازمین کے لیے مخصوص رہے ہونگے درمیانی گنبد جن دیواروں پر قائم ہے اُن کی موٹائی تقریباً ۰ء۵ میٹر ہے باقی بغلی ایوانوں کی بیرونی دیواریں اور پچھلی دیوار کا حجم صرف ۳۰ء۱ میٹر ہے، ایوان غربی کے بائیں جانب جو دیوار ہے اُس میں بھی دو جھروکے ہیں، پہلا طویل مگر تنگ دوسرا اس کے اوپر مگر اس سے زیادہ چوڑا، دونوں مستطیل ہیں۔

اس دیوار کی پچھلی جانب کے روشندان بتاتے ہیں کہ یہاں بھی دو درجے ہونگے اور ان میں سے کسی کی چھت لکڑی کی ہوگی۔ سامنے کی جانب کے مشرقی کنارے گر گئے ہیں کچھ کچھ ان کے نشانات باقی ہیں کسی کسی حصہ پر استرکاری رہگئی ہے۔ یہ ٹوٹا ہوا حصہ برابر زمین تک نہیں پہنچا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں ایک اور مستطیل روشندان تھا لیکن اس کا طول جانبِ مقابل کے روشندان سے کم تھا۔ اس جگہ بھی یقیناً ایک اور درجہ ہوگا اس کے وجود کا پتہ اس سے چلتا ہے کہ ایک دیوار کا کچھ حصہ باقی ہے جس کی بلندی عمودی شکل میں پانچ میٹر شمالی جانب کے ایوانِ شمالی تک چلی گئی ہے۔

گلکاری وپچیکاری سامنے کی جانب گلکاری وپچیکاری صرف دو برآمدوں پر کی گئی ہے جن کا عمق زیادہ نہیں اور محراب دار ہلالی ڈاٹیں ہیں جو باب شاہی کو دونوں جانب سے گھیرے ہوئے ہیں باقی اندرونی حصہ تمام کا تمام چونے اور گچ کی گلکاری سے آراستہ ہے جس کا بعض حصہ محقق Viollet نے اسی جگہ دیکھا ہے۔

سامنے کی جانب ایوان بزرگ کی ڈاٹوں کا تمام اندرونی حصہ مسالہ کی گلکاری سے آراستہ تھا اور اُس کے تین حصے تھے۔ ایک حصہ درمیان میں جس کا عرض سب سے زیادہ تھا اور دو حصے

اِدھر اُدھر گھرے ہوئے تھے جن کا عرض درمیانی حصّہ کی نسبت کم تھا۔ ان دونوں حصوں میں دوہری انگور کی بیل پھیلتی ہوئی اوپر کو چڑھ رہی تھی اور آگے جاکر چھوٹے چھوٹے دائروں کی شکل میں ایک دوسرے میں مل گئی تھی ہر دائرہ میں ایک ایک انگور کا پتہ تھا، ہر شاخ دوسری شاخ سے آنکھ کے مشابہ سوراخوں کے ذریعہ جُدا ہوتی تھی جن کو متحد المرکز گول اور بیچ سے کھُدے ہوئے دائرے گھیرے ہوئے تھے۔ ان بیل بوٹوں سے سامرّا کی تیسری قسم کی گلکاری نمایاں ہوتی تھی۔ درمیانی حصّہ ہشت پہل گلاب کی گلکاری سے آراستہ تھا ہر دو گلاب کی ٹہنیوں کے درمیان ایک گرہ تھی اور ٹہنی کے خم پر ایک انگور کا پتہ تھا۔ ہمیں افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہم ان گلابوں کے مراکز اور ان کی الگ الگ پتیوں کی کیفیت نہیں بتلا سکے، کیونکہ جو اجزاء دستیاب ہوئے ہیں وہ اس کے اظہار سے قاصر ہیں۔

ایوانِ بزرگ کے اندر دیوار کے بالائی حصّہ میں گنبد کی ڈاٹوں سے متصل ایک مستطیل کیاری پر نہایت حسین ابھری ہوئی گلکاری کی گئی تھی جن کی ترکیب دمیکے بعد دیگرے آنیوالی بیلوں سے ہوئی تھی جن میں ایک چھوٹی اور دوسری بڑی تھی دوسری بیل پہلی کے مشابہ مگر حجم میں اس سے کم تھی۔ Herzfeld کی رائے میں یہ کیاری اپنی پھول پتیوں کے اعتبار سے کنیسہ بازیلیکا کی کیاریوں کے مشابہ ہے جو رصافہ میں قدیس سرجیوس کی جانب منسوب ہے۔

Herzfeld کہتا ہے کہ بڑے دروازہ کا درمیانی حصّہ قصر کا باب اعلیٰ (مین گیٹ) ہے۔ اس کے پیچھے ترتیب وار چھ دالان ہیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ جگہ انتظار کرنے والوں کے لیے مقرر تھی، ویٹنگ روم کے طور پر استعمال ہوتی تھی۔ بڑے بڑے معزز مہمان اور ملاقاتی بڑے دروازہ کے شمالی برآمدہ سے داخل ہوتے تھے پھر ایک طویل گذرگاہ سے ہوکر ان دالانوں میں آتے تھے محلسرائے شاہی کے اندر جانے کا راستہ باب بزرگ کے جنوبی پھاٹک سے تھا اس کے پہلو میں دو لانبے

برآمدے تھے۔ ان تمام گذرگاہوں، بڑے کمروں اور برآمدوں سے مرکب ہونے والے مجموعہ کو "باب القصر" کہتے تھے اس کے بعد ایک مربع صحن آتا تھا جس میں ایک فوارہ تھا، اس کے تین جانب تین مختلف کمرے تھے جن میں ملاقاتی اپنے اپنے درجہ اور مرتبہ کے اعتبار سے آکر بیٹھتے تھے اور شمالی جانب خاص خلیفہ کے کمرے تھے جو تین بڑے بڑے صحنوں کے گرد واقع تھے۔ حرم سرائے شاہی جنوب میں تھی اور ایک بہت سے کمروں والی عمارت بھی اس میں شامل تھی۔ حمام شاہی کی عمارت صحن بزرگ کے متصل واقع تھی۔ اگر انسان پیادہ پا چلے تو پہلے وہ ایک سامنے والے ایوان میں سے گذریگا جو ایک مضلع ہشت پہل صحن کے پہلو میں واقع ہے جس کی شمالی اور جنوبی دیواریں گلکاری سے خالی ہیں۔ مشرقی جانب میں ایوان تخت شاہی کا سامنے کا حصہ اور اس کے تینوں در واقع ہیں۔ مختلف آستانوں اور پائیں گذرگاہوں سے ہوتا ہوا خلیفہ کے خاص کمروں اور محلسرائے شاہی میں پہنچ جائیگا۔